پیش لفظ

میرے لیے وہ سال باعث سعادت ہے جب میں ۲۰۰۴ء میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور، راوین فیملی کا حصہ بنا۔ اس وابستگی کو چودہ برس بیت گئے ہیں۔ یہ عرصہ بحیثیت طالب علم ایم۔اے، ایم۔فل اور پی ایچ۔ڈی۔اُردو اور بطور مدرس اُردو اور پنجابی زبان و ادب کی تعلیم و تدریس پر محیط ہے جس کی بنا پر آج میں اپنے آپ کو سعادت مند راوین کہنے میں حق بجانب ہوں۔ واقعی ادارے شخصیت کے نکھار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تشنگیٔ علم کا یہ سفر اعلیٰ سطحی کی تعلیم کا محرک بنا اور ۲۰۱۲ء میں پی ایچ۔ڈی میں داخلہ ہو گیا۔ کورس ورک کا دورانیہ پلک جھپکتے گزر گیا اور موضوع کے انتخاب کا مشکل ترین مرحلہ آن پہنچا۔

کہانی سے وابستگی بچپن سے ہے۔ نانی اماں کی کہانیاں آج بھی ذہن میں تازہ ہیں۔ جب نانی اماں سے کہانی سُنتا تو رات کو نیند کے غلبے کے باوجود ایسے کردار کے منزل مقصود کو حاصل کر لینے تک جاگتا رہتا تھا جو کٹھن حالات میں دیو تک پہنچتا ہے اور شہزادی کو اُس کے چُنگل سے بچا کر اپنے ملک روانہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح کہانی نے مجھے ایسے کرداروں سے محبت کا رشتہ بخشا جو دُنیا میں انسان اور انسانیت سے محبت، فلاح و بہبود، مساوات اور عدل و انصاف کے قائل ہیں۔ کہانی سے محبت اور لگن ناول سے جُرأت کا باعث بنی۔ مقبول عام ناولوں نے کہانی سے تعلق کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ نسیم حجازی کے ناولوں نے جہاں ذہنی پختگی عطا کی وہیں ذہن کو سنجیدہ ادبی ناولوں کی طرف بھی مائل کیا۔ اسے کہانیوں کا اثر کہیں یا دِلی خواہش، ہمیشہ سے ایسے کردار کو مجسم اور کامیابی سے ہمکنار دیکھنے کی خواہش رہی ہے جو کبھی بھی استحصالی قوتوں سے ہار کا بھیانک منہ نہ دیکھے۔

ناول سے دلچسپی کی بنیاد پر موضوعِ تحقیق بھی ناول سے متعلق ہی لیا۔ اساتذہ سے مشاورت کے بعد تحقیق و تنقید کے لیے ''اُردو ناول میں مثالیت پسندی (کرداروں کے خصوصی حوالے سے)'' موضوع منتخب ہوا اور محترم اُستاد ڈاکٹر محمد سعید کی راہنمائی

میں خاکہ تیار کر کے پیش کیا جو منظور ہو گیا۔ پس منظری مطالعہ کے دوران علم ہوا کہ اُردو ناول کے حوالے سے یہ بالکل الگ اور نیا موضوع تھا جس پر کوئی خاص مواد بھی میسر نہیں تھا۔

مقالے کی تسوید سے قبل نمائندہ ناول خرید کر اکٹھے کر لیے لیکن موضوعِ تحقیق کو سمت دینے کی خاطر پہلا باب لکھنا از حد ضروری تھا۔ اس تگ و دو اور مطالعہ کے دوران مختلف مضامین فلسفیانہ مباحث کی کتب جو مثالیت پسندی کے بنیادی مباحث پر مشتمل تھیں جن کے مطالعے سے علم ہوا کہ مثالیت پسندی کا نظریہ صدیوں پرانا ہے اور یونانی فلسفیوں میں سقراط کا شاگرد افلاطون وہ پہلا فلسفی ہے جس نے اپنی کتاب ''ریاست'' میں مثالیت پسندی کے حوالے سے مثالی ریاست اور مثالی انسان سے متعلق نظریات پیش کیے۔ افلاطون کے نظریات اور مختلف مباحث زیر بحث لانے سے جو سمت متعین ہوئی اُس کے تحت مثالیت پسندی سے مراد یہ ہے کہ مثالی کردار یا مثالی رویہ کے معانی ہیں۔ اس طرح مثالیت کے معانی نظریہ کے بنتے ہیں۔ وہ نمونہ جو معیاری اور مثالی تو ہے لیکن اس کے متعلق تھوڑا بہت ادراک ہمارے ذہن میں موجود ہوتا ہے۔

یہ مقالہ پانچ ابواب میں منقسم ہے۔ دیباچہ کے بعد پہلا باب ''مثالیت پسندی: بنیادی مباحث'' ہے جس میں مثالیت پسندی کے نظریے کی مختلف حوالوں سے وضاحت پیش کی گئی ہے۔ سقراط، افلاطون، ہیگل، کانٹ، دیکارت، میلان کنڈیرا، علی عباس جلالپوری اور مختلف فلسفیوں کی آرا کو مدنظر رکھتے ہوئے مثالیت پسندی کی تعریف متعین کی ہے اس کے علاوہ مختلف لغات، انسائیکلوپیڈیاز اور اصطلاحات کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ ناول میں مثالیت پسندی کی مغربی روایت کے حوالے سے مغربی ناول نگاروں کے مثالیت پسند کرداروں سے مدد لی گئی ہے۔

دوسرے باب کا موضوع قیام پاکستان سے پہلے لکھے گئے ایسے ناول ہیں جن میں مثالیت پسندی اور مثالی کرداروں کو پیش کیا گیا ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکام ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں پر عذاب نازل ہونا شروع ہوا۔ سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کی علمی و عملی طور پر فلاح کے لیے باقاعدہ تیسرے باب میں قیام پاکستان کے بعد مثالیت پسند ناول اور کرداروں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ جو ناول اور کردار مثالی انداز اپنائے اُردو فکشن کا حصہ بنے اور انھوں نے معاشرے میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔ اس میں مختلف افکار سے تعلق رکھنے والے کردار ہیں جو خدا کی کائنات میں انسان کو اشرف المخلوقات ثابت کرنے کے لیے خود پیش کرتے ہیں۔ ان کرداروں میں گوتم، حسین بن منصور، کنول کماری، نعیم، مسلم، ذاکر، پروفیسر، سروسانسی، کبیر وغیرہ جیسے کردار ہیں۔ اس باب میں منتخب ناولوں کے مثالی کرداروں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

تحریک کا آغاز کیا تھا۔ ڈپٹی نذیر احمد، مرزا ہادی رسوا، عبدالحلیم شرر اور پریم چند وغیرہ نے مختلف موضوعات پر جو ناول

لکھے اور اُن میں مثالی کرداروں کو پیش کیا۔ اس میں ان کرداروں اور ناولوں پر بحث شامل کی گئی ہے جنھوں نے اپنے موضوعات کی حدود میں رہ کر ہندوستانی عوام کی بھرپور نمائندگی کی ہے ایک مثالی انسان اور مثالی معاشرہ کے ضمن میں اپنا کردار عمدہ انداز میں نبھایا ہے۔ راقم نے اس باب میں ان مثالی کرداروں کے انفرادی مقام و مرتبے کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔

چوتھا باب خواتین ناول نگاروں کے پیش کردہ مثالی کرداروں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس التزام کی وجہ انفرادی اور امتیازی فکر کو واضح کرنا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد خواتین کے نمائندہ ناولوں اور اُن کے مثالی کرداروں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ خواتین نے بھی مرد ناول نگاروں کی طرح ہر موضوع کو اپنایا لیکن نمائندہ ناولوں کا ذکر کریں تو ہمیں قرۃ العین حیدر، جمیلہ ہاشمی وغیرہ کے ناولوں میں تصوف اور روح کے معاملات کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ اس باب کو اس لیے الگ کیا گیا ہے کہ مرد اور خواتین کے ناولوں میں موجود فکر اور شعور میں امتیاز کیا جا سکے کہ خواتین کے نزدیک مثالی انسان کی تعریف کیا ہے۔

پانچویں باب میں ناولوں کے متفرق مطالعہ اور تقابل پر محیط ہے۔ اس میں مرد و خواتین کے کرداروں کو مشترک صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور مختلف ناقدینِ ناول کی کرداروں کے حوالے سے آرا کو سامنے رکھتے ہوئے کرداروں کی مثالیت پسندی کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقالے کے آخر میں محاکمہ پیش کیا گیا ہے جس میں مثالیت پسند اور مثالی کرداروں کے حوالے سے بحث کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ محاکے میں واضح کیا گیا ہے کہ مثالیت پسند کردار کس طرح انسان اور کائنات کا خدا سے رشتہ مضبوط کرنے میں تگ و دو کرتے ہیں۔

آخر میں اُن کتب، رسائل و جرائد، لغات، انگریزی کتب اور ویب سائٹس کی فہرست ہے جو اس موضوعِ تحقیق کو سمیٹنے میں میرے لیے کارآمد ثابت ہوئیں۔

اس مقالے کی تکمیل کے مراحل سے گزرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ کیونکہ تحقیقی استدلال حاصل کرنے کے لیے جس قدر محنت کی ضرورت ہے اس کا حوصلہ مجھ میں بہت کم ہے۔ اس لیے اس مقالے کی تیاری میں مجھے مختلف اساتذہ و احباب کا تعاون رہا جن میں سب سے پہلے میں اپنے محسن و مشفق اُستادِ محترم صدرِ شعبہ اُردو، ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی کی شفقت اور راہنمائی پر تہہ دِل سے مشکور ہوں۔ میں اپنے محترم اُستاد اور نگران ڈاکٹر محمد سعید صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں۔ میرے خیال میں اُن کی شخصیت کی جہات اور پرتوں کو بیان کرنے کے لیے اُن کے متعلق یہ کہنا ہی کافی ہے کہ وہ اُردو زبان و ادب کی تحقیق و تنقید کی دنیا میں ایک مثالی کردار ہیں۔ اس کے بعد میرے مرشد ڈاکٹر محمود الحسن بزمی کا بے حد شکر گزار ہوں جن کی مشفقانہ رہنمائی میرے لیے ہمیشہ مشعلِ